چھوٹے بچے کا جنازہ ہاتھوں پر اٹھا کر قبرستان لے جانا کیسا؟

(دعوت اسلامی) دار الافتاء اہلسنت
Darul Ifta AhleSunnat

ریفرنس نمبر: Fsd-8520 تاریخ: 18-09-2023

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ نومولود یا چند ماہ کا بچہ یا بچی فوت ہو جائے، تو اسے جنازے والی چارپائی کی بجائے ہاتھوں پر اٹھا کر قبرستان لے جاتے ہیں، ایسے چھوٹے بچے کا جنازہ ہاتھ میں اٹھا کر لے جانا کیسا؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

جب میت کسی نومولود یا دودھ پیتے بچے یا ان سے کچھ بڑی عمر والے کی نہ ہو، بلکہ کسی بڑے کی ہو، تو جنازہ اٹھانے میں سُنَّت یہ ہے کہ میت چارپائی پر ہو اور اس کو چار افراد اٹھائیں، جیسا کہ حدیث پاک سے یہی ثابت ہے اور اِسی پر لوگوں کا آج تک بغیر کسی اختلاف کے عمل جاری و ساری ہے، نیز جنازہ اٹھانے میں ایک دوسرے سے سبقت لینا شریعت کو مطلوب ہے اور چارپائی کو چار افراد کے اٹھانے میں یہ عمل زیادہ ممکن ہے، مزید یہ کہ اس میں میت کے گِرنے سے حفاظت ہے اور میت کی تعظیم بھی ہے کہ مسلمانوں کی ایک تعداد اسے اپنے کندھوں پر اٹھا کر لے جاتی ہے۔

البتہ جب میت، نومولود بچہ یا بچی، دودھ پیتا بچہ یا جس نے ابھی دودھ چھوڑا ہو یا جو اس سے کچھ بڑا ہو، اُس کی میت کو ہاتھوں پر اُٹھا کر لے جانا، جائز ہے، شرعاً اس میں کوئی حرج نہیں، یہی لوگوں میں معروف اور رائج ہے، نیز جن مقاصد کے لیے میت کو چارپائی پر رکھ کر اٹھایا جاتا ہے، ایسے بچے کو ہاتھوں پر

اُٹھا کر لے جانے میں وہ سارے مقاصد، یعنی تکریمِ میت، جنازہ اٹھانے میں لوگوں پر آسانی، میت کو گِرنے سے محفوظ رکھنا، وغیرہ سب یہاں بھی حاصل ہوتے ہیں، لہٰذا ایسے چھوٹے بچے کی میت کو ہاتھوں پر لے جانے میں شرعاً کوئی قباحت نہیں، البتہ لوگ بدل بدل کر میت کو ہاتھوں میں لیتے رہیں۔

بڑی عمر کے مرد و عورت کے جنازے کو چارپائی پر اُٹھانا سُنَّت ہونے کے متعلق بدائع الصنائع، بحر الرائق، غنیۃ المستملی اور دیگر کتبِ فقہ میں ہے، واللفظ للاول: "السنة في حمل الجنازة أن يحملها أربعة نفر من جوانبها الأربع عندنا" ترجمہ: ہمارے (احناف کے) نزدیک جنازہ اٹھانے میں سنت یہ ہے کہ چار افراد جنازے کو چاروں جانب سے اٹھائیں۔

(بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، فصل في حمل الجنازة، جلد2، صفحه331، مطبوعه کوئٹه)

مذکورہ بالا مسئلے کی دلیل اور مزید تفصیل بیان کرتے ہوئے علامہ بدرالدین عینی رَحمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 855ھ/1451ء) اور علامہ ابو المعالی بخاری حنفی رَحمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 616ھ/1219ء) لکھتے ہیں، واللفظ للثانی: "ما روى ابن مسعود رضي الله عنه أنه قال: من السنّة أن تحمل الجنازة من جوانبها الأربع وعن عمر رضي الله عنه أنه كان يدور على الجنازة من جوانبها الأربع، ولأن عمل الناس اشتهر بهذه السنّة من غير نكير منكر وإنه حجة، ولأن المسارعة في حملها، والحمل بأربعة يكون أبلغ في المسارعة، وفيه تخفيف على الحاملين، وصيانة للميت عن السقوط، وتعظيم للميت بأن يحمله جماعة من المؤمنين على أعناقهم"

ترجمہ: اوپر ذکر کردہ حکم کی دلیل وہ حدیث پاک ہے جو حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ آپ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: سنت یہ ہے کہ جنازے کو چاروں جانب سے اٹھایا جائے اور حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ جنازے کی چاروں جانب گھومتے یعنی اٹھاتے تھے، اِسی سُنَّت پر آج تک لوگوں کا بغیر کسی اختلاف کے عمل جاری ہے اور یہ بھی شرعاً ایک دلیل ہے اور جنازہ اٹھانے میں ایک دوسرے سے سبقت کرنی چاہیے اور چاروں جانب سے اٹھانے میں مسابقت کی صورت زیادہ ہوگی، نیز اس میں اُٹھانے والوں کے لیے آسانی ہے، میت کے گِرنے سے حفاظت ہے اور میت کی تعظیم

بھی زیادہ ہے کہ مسلمانوں کی ایک جماعت اسے اپنی گردنوں پر اٹھاتی ہے۔

(المحیط البرھانی، کتاب الطلاق، جلد2، صفحہ 175، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان)

دودھ پیتے اور اس جیسے بچے کا جنازہ ہاتھوں پر اٹھانے میں شرعاً حرج نہیں، چنانچہ مبسوطِ سرخسی، بحر الرائق، درمختار مع رد المحتار اور فتاوی عالمگیری میں ہے، واللفظ للبحر: "وذكر الاسبيجابي أن الصبي الرضيع أو الفطيم أو فوق ذلك قليلا إذا مات فلا بأس بأن يحمله رجل واحد على يديه ويتداوله الناس بالحمل على أيديهم، ولا بأس بأن يحملها على يديه، وهو راكب، وإن كان كبيرا يحمل على الجنازة" ترجمہ: امام اسبیجابی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ نے ذکر کیا کہ جب دودھ پیتا بچہ یا جس نے ابھی دودھ چھوڑا ہو یا اس سے کچھ بڑی عمر کا بچہ فوت ہو جائے، تو اس میں کوئی حرج نہیں کہ اسے ایک شخص اپنے دونوں ہاتھوں پر اٹھالے اور بچے کو ہاتھوں پر اٹھانا لوگوں میں رائج اور معمول ہے اور اگر کسی شخص نے اتنے چھوٹے بچے کو ہاتھوں پر اٹھایا ہوا ہو اور خود سوار ہو، تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں اور اگر میت اس سے بھی بڑی ہو، تو اس کا جنازہ چارپائی پر اٹھایا جائے گا۔

(بحر الرائق، کتاب الجنائز، جلد2، صفحہ 335، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت)

بچے کی میت کو ہاتھوں پر اٹھانے کی علت اور اس کی تفصیل کے بارے میں بدائع الصنائع اور محیطِ برہانی میں ہے، واللفظ للاخر: "ويكره ان يحمل الصبى على الدابة لان حمله على الدابة يشبه حمل الاثقال وفي الحمل بالأيدى إكرام الميت، والصغار من بني آدم يكرمون كالكبار... لأن الحمل من الجوانب الأربع إنما تيسيراً على الحاملة وصيانة للميت عن السقوط وفي حمل الصبي الرضيع لا يحتاج إليه فيحمله واحد" ترجمہ: اور بچے کی میت کو چوپائے پر اٹھانا، مکروہ ہے، کیونکہ چوپائے پر اُٹھا کر لے جانا، بوجھ اور سامان اٹھانے کے مشابہ ہے، جب کہ ہاتھوں میں اٹھانے میں میت کی تکریم ہے اور چھوٹے بچے بھی اولادِ آدم ہیں، بڑوں کی طرح ان کی بھی عزت کی جائے گی۔۔۔ مزید یہ کہ جنازے کو چاروں جانب سے اٹھانے کا حکم اس لیے ہے، تاکہ اٹھانے والوں پر آسانی ہو، میت کو گرنے سے بچایا جاسکے اور دودھ پیتے بچے کو اٹھانے میں ان باتوں کی حاجت

نہیں، لہٰذا اسے ایک شخص بھی اٹھا سکتا ہے۔

(المحیط البرھانی، کتاب الطلاق، جلد2، صفحہ176، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت)

صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات:1367ھ /1947ء) لکھتے ہیں:

”چھوٹا بچّہ شیر خوار یا ابھی دُودھ چھوڑا ہو یا اس سے کچھ بڑا، اس کو اگر ایک شخص ہاتھ پر اٹھا کر لے چلے، تو حرج نہیں اور یکے بعد دیگرے لوگ ہاتھوں ہاتھ لیتے رہیں اور اگر کوئی شخص سواری پر ہو اور اتنے چھوٹے جنازہ کو ہاتھ پر لیے ہو، جب بھی حرج نہیں اور اس سے بڑا مردہ ہو، تو چارپائی پر لے جائیں۔“

(بہارِ شریعت، جلد1، حصہ4، صفحہ823، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل **و رسولہ اعلم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــــــہ

مفتی محمد قاسم عطاری

01ربیع الاول 1445ھ/18 ستمبر 2023ء